بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ✦ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴ ربوہ

روزنامہ

الفضل

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

نمبر ۴۴۹

جلد ۷۳ / ۳۸ | ہفتہ ۲۹ صفر المظفر ۱۴۰۵ھ ؛ ۲۴ نبوت ۱۳۶۳ ہش ؛ ۲۴ نومبر ۱۹۸۴ء | نمبر ۲۶۷

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ!

خدا کی عزت اور جلال کی قسم میں نے اپنے رب کے چہرے کو ہر چہرے پر ترجیح دی

جنہوں نے اپنے دلوں کو خدا کیلئے خالص کر لیا اللہ اُن کو ضائع نہیں کرے گا

اللہ ان پر ہر لعنت کو برکت اور ہر گالی کو ان کے حق میں رحمت کر دیتا ہے

"میری مثال ایک ایسے شخص کی مثال ہے جس نے محبت کو ہر چیز پر چن لیا ہو اور خدا کی طرف پورا جھک گیا ہو اور قرب کے میدانوں میں سعی کرتا ہو اور اس کے ملنے کے لئے وطن سے دوری اختیار کر لی ہو اور وطن کی مٹی کو اور ہم عمروں کی صحبت کو چھوڑا ہو اور اپنے محبوب کے شہر کا قصد کیا ہو اور چلا ہو اور اس کی محبت کیلئے گھر اور چاندی اور سونے کو چھوڑا ہو اور اپنے محبوب کے لئے اپنے نفس کو ترک کیا ہو یہاں تک کہ فانیوں کی طرح ہو گیا ہو۔

اور خدا کی عزت اور جلال کی قسم کہ میں نے اپنے رب کے چہرے کو ہر چہرے پر ترجیح دی اور اس کے دروازے کو سب دروازوں پر چن لیا اور اس کی رضا کو سب رضاؤں پر اختیار کیا اور اس کی عزت کی قسم کہ وہ ہر وقت میرے ساتھ ہے اور میں تمام وقتوں میں اس کے ساتھ ہوں۔ میں نے دین کی دولت کو پسند کر لیا اور وہ میرے لئے کافی ہے اگرچہ میری تجہیز اور تکفین کے لئے بھی کوئی حبہ نہ ہو۔ اور میں باوجود مفلسی کے منعم ہوں اور نفس اور باقی چیزوں سے فارغ ہوں۔ اور میرے رب نے مجھے انتہائی محبت دی ہے اور میرے دل میں یہ محبت رچ گئی ہے اور میں اس کے نزدیک ایسا درجہ رکھتا ہوں کہ اس کو دنیا میں کوئی نہیں جانتا۔"

(ترجمہ از عربی، تحفہ بغداد ص۱۵)

"وہ لوگ جنہوں نے اپنے دلوں کو خدا کے لئے خالص کر دیا اور اپنے چہروں کو اس کا فرمانبردار بنا دیا اور اللہ کی محبت کا پیالہ پیا اللہ ان کو ضائع نہیں کرے گا کیونکہ وہ ان کا رب ہے اور ان کو ان کا مولیٰ نہیں چھوڑے گا اگرچہ تمام درختوں کے پتے اور سمندر کے قطرے اور پتھروں کے ذرات اور جو کچھ جہانوں میں ہے ان کا دشمن ہو جائے۔ بلکہ وہ لوگ جو اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کی مرضی کے سوا کچھ نہیں چاہتے ان کو کوئی چیز غم میں نہیں ڈالتی مگر اس کا فراق اور جب وہ اپنا گوہر مراد پا لیتے ہیں تو ان کے لئے کوئی ہم اور غم باقی نہیں رہتا اگرچہ وہ قتل کئے جائیں یا جلائے جائیں اور ان کو کسی کی گالی اور لعن ضرر نہیں پہنچاتی اور اللہ ان پر ہر ایک لعنت کو برکت کر دیتا ہے اور ہر ایک گالی کو ان کے حق میں رحمت کر دیتا ہے۔ کیا ہمارا رب ہمارے دلوں کو نہیں جانتا۔"

(ترجمہ از عربی۔ تحفہ بغداد ص۶)

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۱ نبوت / نومبر۔ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

حضرت سیدہ صاحبہ کی طبیعت پہلے سے بہتر ہے

احباب کرام توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ رحیم و کریم شافی مطلق خدا اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحت و تندرستی سے رکھے۔ آپ کا بابرکت سایہ تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے آمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خصوصی درخواست دعا

راولپنڈی سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مکرم صوفی غلام محمد صاحب ناظر اعلیٰ ثانی کی آنکھ کا کامیاب آپریشن ۱۷ نومبر ۱۹۸۴ء کو ہو گیا ہے۔ الحمد للہ! احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محترم صوفی صاحب کو جلد سے جلد مکمل صحت سے نوازے اور خدمت دین کی توفیق دیتا چلا جائے

● برادرم مکرم نعمت اللہ بشارت صاحب کو صیغہ زود نویسی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ۱۴ نومبر ۱۹۸۴ء بروز بدھ پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت نومولود کا نام "ہبۃ النصیر طارق" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم مولوی فضل احمد صاحب معلم وقف جدید کا پوتا اور مکرم شیخ عبدالمنان صاحب کپورتھلوی کا نواسہ ہے۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے اور نیک اور خادم دین ہو اور والدین کے لئے قرۃ العین بنے۔ آمین!

یوسف سلیم ملک
انچارج صیغہ زود نویسی ربوہ

● خاکسار کے بھائی عزیز مبشر احمد (کارکن خلافت لائبریری) کی تقریب شادی خانہ آبادی ۱۶ نومبر بروز جمعۃ المبارک منعقد ہوئی الحمد للہ علی ذالک!

محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد نے عزیز کے نکاح کا اعلان عزیزہ امتیاز اختر سلمہا بنت مکرم صوبیدار میجر محمد فیروز خان صاحب دارالرحمت ربوہ کے ساتھ مبلغ چار ہزار روپے حق مہر پر فرمایا اور دعا کروائی۔

اسی روز تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ تلاوت قرآن کریم اور دعائیہ کلام حضرت مسیح موعود کے بعد محترم مولانا چوہدری محمد شریف صاحب سابق مربی انچارج گیمبیا نے دعا کروائی۔

(باقی ص۸ پر)

ناشر: مسعود احمد، طابع: سید عبدالحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت روزنامہ الفضل، دارالرحمت غربی ربوہ، قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۲۹ صفر ۱۴۰۵ھ

۲۴ نبوت ۱۳۶۳ ہش

نمازوں کو انقلاب انگیز تاثیرات کا حامل بنانے کا نسخہ

نماز اُس وقت قبولیت کا درجہ پاتی ہے جب اعضاء اور جوارح کے ساتھ ساتھ انسان کی روح بھی قیام اور رکوع اور سجود کرے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور اُس کی عظمت و کبریائی اور علوشان کے اقرار و اظہار میں شریک ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز سچے اور اصلی معنوں میں اُس وقت نماز کہلاتی ہے جب انسان ظاہری نماز کے ساتھ ساتھ باطنی نماز بھی ادا کرے۔

جیسا کہ ہم قبل ازیں واضح کر چکے ہیں، جو شخص چاہتا ہے کہ جسم کے ساتھ اُس کی روح بھی نماز کی ادائیگی میں شرکت کرے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے قلب کو اس یقین سے پُر کرے کہ جملہ محامد خدا ہی کی ذات بے ہمتا کے لئے ہیں اور وہی عظمت و کبریائی اور علوشان کا سزاوار ہے، وہ واحدہٗ لاشریک ہے اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔ اس یقین کامل سے پُر ہو کر جب وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے گا، رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہے گا اور سجدہ کی حالت میں زمین بوس ہو کر سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہہ کر اللہ تعالیٰ کی علوشان کا اقرار کرے گا تو قلب کی گہرائیوں سے اٹھنے والے اس اظہار کے ساتھ لازمی طور پر اس کی روح بھی قیام اور رکوع و سجود بجا لا کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کی عظمت و کبریائی اور علوشان کا اقرار کر رہی ہوگی۔ مزید برآں خشوع و خضوع سے نماز ادا کرنا بھی اس میں روح کی شرکت کی راہ ہموار کر دیتا ہے۔

قرآن مجید کی رو سے ایک اور عمل جو نماز میں روح کی شرکت کو ممکن بناتا کا موجب بنتا ہے وہ رات کی خاموش گھڑیوں میں نیند سے بیدار ہو کر تہجد کا ادا کرنا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اُس وقت نیند اور آرام کو خیرباد کہنے اور اپنے رب کے حضور سربسجود ہونے کی غرض سے مستعد ہونے کے لئے انسان کو نفس کی مخالفت کرنا پڑتی ہے اور جب وہ نفس کو دبا کر خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے کے لئے مستعد ہو جاتا ہے تو یہ امر روح کی بالیدگی کا موجب بنتا ہے اور وہ بھی خدا تعالیٰ کے حضور جھکنے اور سربسجود ہو کر اس کی حمد و ثناء اور اسکی عظمت و کبریائی اور علو شان کے اقرار و اعلان کے لئے جوش سے بھر جاتی ہے اور اعضاء و جوارح کے ساتھ وہ بھی قیام و رکوع و سجود کرتی اور تحمید و تمجید میں شریک ہو جاتی ہے۔ عبادت میں روح کی یہ پُرجوش شرکت اس عبادت کو انقلاب انگیز تاثیرات سے مالا مال کر دیتی ہے۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے رات کی خاموش اور پُرسکون گھڑیوں میں تہجد کے لئے نیند سے بیدار ہونے کو نفس کشی کا ایک نہایت مؤثر ذریعہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِیْلاً ۝ (المزمل آیت ۷)

رات کا اٹھنا نفس کو پیروں کے نیچے مسلنے میں سب سے کامیاب نسخہ ہے اور بات میں پختگی (اور اثر) پیدا کرتا ہے۔

عبادت میں روح کی پُرجوش شرکت کا ایک یہ ثمرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نماز تہجد ادا کرنے والوں کو عظیم الشان بشارات سے نوازا ہے۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ (السجدہ آیات ۱۷-۱۸)

ان (اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان لانے والوں) کے پہلو ان کے بستروں سے الگ ہو جاتے ہیں (یعنی تہجد کی نماز پڑھنے کے لئے) (اور) وہ اپنے رب کو اس کے عذابوں سے بچنے کے لئے اور اُس کی رحمتوں کو حاصل کرنے کے لئے پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خدا کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔ اور (حقیقت یہ ہے کہ) کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کے لئے ان کے اعمال کے بدلہ کے طور پر کیا کیا آنکھیں ٹھنڈی کرنے والی چیزیں چھپا کر رکھی گئی ہیں۔

الغرض نماز تہجد کے لئے رات کو اٹھنے کا سب سے عظیم الشان فائدہ یہ ہے کہ اس کے نتیجہ میں نفس کچلا جاتا ہے اور جتنا زیادہ نفس کچلا جائے روح کو اتنی ہی زیادہ بالیدگی نصیب ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں انسان روحانی طور پر ترقی کرتا چلا جاتا ہے اور اس روحانی ترقی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر نماز کی ادائیگی صرف اعضاء اور جوارح تک محدود نہیں رہتی۔ بلکہ اس میں روح بھی کمال ذوق و شوق کے ساتھ شامل ہو جاتی ہے جس طرح انسان جسمانی قیام اور رکوع و سجود کرتا ہے اسی طرح اسے روحانی قیام اور روحانی رکوع و سجود کرنے کی بھی توفیق ملنے لگتی ہے اور اس طرح اس کی نماز انقلاب انگیز تاثیرات کی حامل بن کر اس کی کایا پلٹ کر رکھ دیتی ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ انہیں ایسی مقبول نمازیں ادا کرنے کی توفیق ملے کہ جن میں جسم کے ساتھ روح بھی قیام اور رکوع و سجود کرے اور جن کے طفیل ان کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم ہونے سے تبتل تام نصیب ہو جائے۔ ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ پنجگانہ نمازوں پر ہی اکتفا نہ کریں بلکہ اپنے آپ کو راتوں کو اٹھ اٹھ کر نماز تہجد کا عادی بنائیں۔ عبادت کی نیت سے راتوں کو اٹھنے کے نتیجہ میں ان کا نفس اصلاح پذیر ہوگا اور روح کے اندر نئی بالیدگی سے ہمکنار ہونے کے نتیجہ میں ان کی تمام نمازیں روح کی شرکت کی وجہ سے انقلاب انگیز تاثیرات کی حامل بن جائیں گی اسی لئے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے نماز تہجد کو لازم پکڑنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

"ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ تہجد کی نماز کو لازم کر لیں۔ جو زیادہ نہیں (پڑھ سکتا) وہ دو ہی رکعت پڑھ لے کیونکہ اُس کو دعا کرنے کا موقعہ بہرحال مل جائے گا۔ اُس وقت کی دعا میں ایک خاص تاثیر ہوتی ہے کیونکہ وہ سچے درد اور جوش سے نکلتی ہے۔ جب تک ایک خاص سوز اور درد دل میں نہ ہو اُس وقت تک ایک شخص خواب راحت سے بیدار کب ہو سکتا ہے؟ پس اُس وقت کا اٹھنا ہی ایک درد دل پیدا کر دیتا ہے جس سے دعا میں رقت اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور یہی اضطراب اور اضطرار قبولیت دعا کا موجب ہو جاتے ہیں لیکن اگر اٹھنے میں سستی اور غفلت سے کام لیتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ درد اور سوز دل میں نہیں کیونکہ نیند تو غم کو دور کر دیتی ہے۔ لیکن جبکہ نیند سے بیدار ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ کوئی درد اور غم نیند سے بھی بڑھ کر ہے جو بیدار کر رہا ہے!"

(الحکم ۳۱ مارچ ۱۹۰۳ء)

پھر سیدنا حضرت اقدس نے پنجگانہ نمازیں بھی اسی درد و سوز اور دلی تڑپ اور اضطراب کے ساتھ ادا کرنے کی نصیحت فرمائی تاکہ رکوع و سجود میں اعضاء اور جوارح ہی نہ جھکیں بلکہ دل بھی جھکے اور دل کے جھکنے سے روح بھی رکوع و سجود کرے۔ چنانچہ فرمایا:۔

"نماز خدا تعالیٰ کی حضوری ہے۔ خدا تعالیٰ کی تعریف کرنے اور اس سے اپنے گناہوں کے معاف کرانے کی مرکب صورت کا نام نماز ہے اس کی نماز ہرگز نہیں ہوتی جو اس غرض اور مقصد کو مدنظر رکھ کر نماز نہیں پڑھتا۔ پس نماز بہت ہی اچھی طرح پڑھو۔ کھڑے ہو تو ایسے طریق سے کہ تمہاری صورت صاف بتاوے کہ تم خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں دست بستہ کھڑے ہو اور جھکو تو ایسے جس سے صاف معلوم ہو کہ تمہارا دل جھکتا ہے اور سجدہ کرو تو اس آدمی کی طرح جس کا دل ڈرتا ہے اور نمازوں میں اپنے دین اور دنیا کے لئے دعا کرو۔"

(الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۲ء)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تربیت کا صحیح وقت بچپن ہی ہے:

خود نیک بنو تا بچے نیک بنیں!

(قسط اوّل)

(مکرم نعمت اللہ بشارت، رکن صیغہ زود نویسی: ربوہ)

خود نیک بنو تا تمہارے بچے نیک بنیں

چونکہ بچے والدین اور گھر سے بہت کچھ سیکھتے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ والدین بچوں کے سامنے نیک نمونہ پیش کریں حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:-

"پس وہ کام کرو جو اولاد کے لیے بہترین نمونہ اور سبق ہو۔ اور اس کے لیے ضروری ہے کہ سب سے اوّل خود اپنی اصلاح کرو۔ اگر تم اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیزگار بن جاؤ گے اور خدا تعالیٰ کو راضی کر لو گے تو یقین سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرے گا۔ قرآن شریف میں خضر اور موسیٰ علیہما السلام کا قصہ درج ہے کہ ان دونوں نے مل کر ایک دیوار کو بنا دیا جو یتیم بچوں کی تھی وہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

"کان ابوھما صالحاً"

ان کا والد صالح تھا۔ یہ ذکر نہیں کہ وہ کیسے تھے۔ پس اس مقصد کو حاصل کرو۔ اولاد کے لیے ہمیشہ اس کی نیکی کی خواہش کرو۔

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۱۰)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:-

"بے دین اور دین سے متنفر وہی بچہ ہوگا (الا ماشاء اللہ) جس کے والدین اس کے سامنے دین کا استخفاف کرتے ہوں۔ ماں اگر نماز نہیں پڑھتی۔ نماز کے اوقات کا احترام ملحوظ نہیں رکھتی تو ضرور ہے کہ بیٹا بڑا ہو کر ایسا ہی کرے۔ جس بچے کے ماں باپ نمازی ہوں میں نے اکثر دیکھا ہے کہ وہ باوجود کچھ نہ سمجھنے کے اسی طرح نماز کے وقت پر نماز کی رکعتیں پڑھتے ہیں یہ عادت ایسی مبارک ہے کہ جوانی میں آخر کام آتی ہے اور یہ ابتدائی بیج اپنے اندر ایسے خوشگوار ثمرات رکھتا ہے کہ بڑی عمر میں ڈھیروں روپیہ خرچ کرنے پر بھی حاصل نہیں ہوتا"۔

(الازھار لذوات الخمار صفحہ ۲۰۱)

حضرت مصلح موعود ایک اور جگہ فرماتے ہیں

"بچوں کے متعلق یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ وہ کسی بات کو تاڑ نہیں سکتے۔ یا کوئی بات ان کے ذہن سے اتاری جا سکتی ہے وہ جس طرح جھٹ کسی بات کی تہ تک پہنچ جاتے ہیں اسی طرح ہر بات جو ان کے سامنے کی جائے اسے سمجھ جاتے ہیں۔ میں نے ایک تماشہ گر کی کتاب پڑھی ہے جو کہ بہت بڑے تماشہ گروں میں سے ہے۔ وہ خود تماشا کرتا اور بڑے بڑے تماشوں کا موجد ہے وہ اپنی کتاب میں اپنے تجربہ کی بنا پر لکھتا ہے۔ میں نے اپنے کام میں سب سے زیادہ خطرناک بچوں کو پایا ہے بڑے بڑے پروفیسروں۔ سائنسدانوں، عقلمندوں کے سامنے میں نے تماشے کیے مگر مجھے کبھی ذرہ بھر گھبراہٹ نہیں پیدا ہوئی لیکن بچوں کے سامنے تماشہ کرنے سے ہمیشہ گھبراتا ہوں۔ کیونکہ بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ بچوں نے میری چوری پکڑ لی ہے اور اس وجہ سے مجھے اپنے تماشہ میں ناکام ہونا پڑا ہے۔ اس کی وجہ وہ یہ لکھتا ہے کہ بچہ چونکہ خالی الذہن ہوتا ہے اس نے اپنے دل میں کوئی رائے نہیں قائم کی ہوتی۔ وہ اس عمر میں سیکھ رہا ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے علم کو کامل کر رہا ہوتا ہے اس لیے اس کی نگاہ معمولی معمولی باتوں پر بھی پڑتی ہے جس سے راز افشاء ہو جاتا ہے لیکن بڑے آدمی جو تماشہ کو دیکھتے ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہم سیکھ چکے ہیں۔ ان کی طرف توجہ کی ضرورت نہیں اس لیے ان کا ذہن بڑی بڑی باتوں کی طرف جاتا ہے اور ہمارا کھیل ان کے سامنے کامیاب ہوتا ہے بچے نے چونکہ یہ رائے نہیں قائم کی ہوتی وہ بہت سادگی سے ہماری معمولی معمولی حرکات پر غور کرتا ہے۔ اور اکثر ایسا ہوا ہے کہ بچوں نے ہمارا کھیل خراب کر دیا"۔

پھر وہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ سب سے بڑا اور ہوشیار اور تجربہ کار تماشہ کرنیوالا میں اس کو قرار دوں گا جس کا بھید بچے دریافت نہ کر سکیں۔ غرض بچوں کے ذہن نہایت ہی حساس ہوتے ہیں اور ان سے کوئی چیز چھپانی بہت مشکل ہوتی ہے۔ جن حالات اور جن وجوہات کی بنا پر ماں باپ بچے سے کوئی چیز چھپا رہے ہوتے ہیں۔ اور وہ اپنے دل میں خوش ہو رہے ہوتے ہیں کہ اس طرح ہم نے بچے سے اس چیز کو چھپا لیا ورنہ بچے کو اس سے نقصان پہنچتا۔ مگر وہ ایک نقصان سے بچا کر بچہ کو دوسرا نقصان پہنچا رہے ہوتے ہیں خواہ والدین کے نزدیک حالات کچھ ہی ہوں چونکہ بچہ کی نگاہ ان حالات پر نہیں پڑتی اس لیے وہ ماں باپ کی اس کارروائی سے یہ سبق حاصل کرتا ہے کہ کسی چیز کے چھپانے کے لیے اس طرح جھوٹ بھی بولا جاتا ہے کیونکہ جس وقت ماں باپ ایک کام کر کے بچے کے سامنے اس سے انکار کرتے یا ادھر ادھر کی باتیں کر کے اس کو چھپانا چاہتے ہیں تو وہ خوب سمجھ رہا ہوتا ہے اور چونکہ حساس اور ذکی ہوتا ہے اور ماں باپ کا ایک اعلیٰ درجہ کا شاگرد ہوتا ہے۔ اس لیے وہ یہ سبق حاصل کرتا ہے کہ کسی وقت اگر ضرورت پیش آئے اور ایک چیز کے چھپانے کے لیے دنیا طریق بدل ڈالے تو حرج نہیں کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ میرے ماں باپ ایسا ہی کرتے ہیں۔

(الازھار لذوات الخمار صفحہ ۱۶۹ تا ۱۷۰)

تربیت کے سلسلہ میں عملی نمونہ

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:-

"جیسا کہ بتایا جا چکا ہے کہ تربیت کا اصل وقت بچپن سے ہی شروع ہو جاتا ہے لیکن اس کے باوجود بعض لوگ شروع سے اپنی اولاد کی تربیت نہیں کرتے اور اگر یہ ناپسندیدہ کام کرے تو کہہ دیتے ہیں کہ ابھی بچہ ہے بڑا ہو کر سمجھ جائے گا۔

(خطبات محمود جلد ۲ صفحہ ۸۹)

حضرت مسیح موعود کے عملی نمونہ کی ایک جھلک حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی ایک روایت میں ملتی ہے آپ بیان فرماتے ہیں۔

ایک دفعہ بچپن کے زمانہ میں آپ نے اپنے ساتھ کھیلنے والے لڑکے کو مرزا نظام دین صاحب کے مکان کی طرف اشارہ کر کے بتایا۔

"دیکھو وہ نظام دین کا مکان ہے اس پر حضور نے حضرت میاں صاحب کو فوراً ٹوک دیا اور فرمایا "میاں آخر وہ تمہارا چچا ہے۔ اس طرح نام نہیں لیا کرتے"۔

یاد رہے کہ مرزا نظام دین صاحب حضور کے چچا زاد بھائی تھے لیکن حضرت اقدس کے دعویٰ کے بعد جانی دشمن ہو گئے تھے اور ہر وقت تکلیف پہنچانے میں کوشاں رہتے تھے۔

تربیت کا وقت

بچپن میں دینی تعلیم حاصل کرنے سے متعلق حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:-

"دینی علوم کی تحصیل کے لئے طفولیت کا زمانہ بہت ہی مناسب اور موزوں ہے۔ جب داڑھی نکل آئی تب ضَرَبَ یَضْرِبُ یاد کرنے بیٹھے تو کیا خاک ہوگا۔ طفولیت کا حافظہ تیز ہوتا ہے۔ اس نئی عمر کے کسی دوسرے حصہ میں ایسا حافظہ کبھی بھی نہیں ہوتا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ طفولیت کی بعض باتیں تو اب تک یاد ہیں لیکن پندرہ برس پہلے کی اکثر باتیں یاد نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی عمر میں علم کے نقوش ایسے طور پر اپنی جگہ کر لیتے ہیں اور قویٰ کے نشوونما کی عمر ہونے کے باعث ایسے دلنشین ہو جاتے ہیں کہ پھر ضائع نہیں ہو سکتے"۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۷۱)

نیز فرمایا "تعلیمی طریق میں اس امر کا لحاظ اور خاص توجہ چاہیئے کہ دینی تعلیم ابتداء سے ہی ہو اور میری ابتداء سے یہی خواہش رہی ہے اور اب بھی ہے اللہ تعالیٰ اس کو پورا کرے ..... اگر ..... پورے طور پر اپنے بچوں کی تعلیم کی طرف توجہ نہ کریں گے تو میری بات سن رکھیں کہ ایک وقت ان کے ہاتھ سے بچے بھی جاتے رہیں گے"۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۷۱)

پس بچپن ہی وہ وقت ہے کہ جب بچہ کی تربیت شروع کر دینی چاہیئے اور ابتداء ہی سے دین کی طرف رغبت دلاتے رہنا چاہیئے اور اس میں اچھے اخلاق پیدا کرتے رہنا چاہیئے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:-

"پس جب تک بچپن میں تربیت کامل نہ ہو آئندہ نسل اخلاق فاضلہ نہیں سیکھ سکتی اور نہ وہ احمدیت کے حامل ہو سکتے ہیں۔ بچوں کو بچپن میں ہی خدا کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق، حضرت مسیح موعود ..... کے متعلق کچھ کچھ واقفیت کرانی چاہیئے۔ سلسلہ کے نظام کا مختصر سا نقشہ ان کے ذہنوں میں قائم کرنا چاہیئے۔ یہ مت سمجھو کہ بچے سمجھتے نہیں وہ بات کو خوب سمجھتے ہیں ..... جس قسم کی بات بچے کے کان میں ڈالی جائے وہ اپنی استعداد کے مطابق سمجھ سکتا ہے اور سیکھ سکتا ہے۔ اگر اس کے ذہن میں دین کی، سلسلہ کی مختصر باتیں ڈالی جائیں تو بچہ ان کو اپنے ذہن میں قائم رکھ سکتا ہے اور یہ مت خیال کرو کہ تم اگر بچپن میں بچے کی تربیت نہیں کرتے صرف اس خیال سے کہ تم نیک ہو اور وہ بھی نیک ہو جائیں گے۔ تو اس طرح تم اپنے فرض سے سبکدوش نہیں ہو سکتے"۔

(خطبات محمود جلد ۲ صفحہ ۸۸، صفحہ ۸۹)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہماری پیاری آپا جان

حضرت سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ (قسط آخری)

(بیگم حضرت مرزا عزیز احمد صاحب کا ذکر خیر)

(محترمہ صاحبزادی نصیرہ بیگم صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب - کراچی)

قادیان جب ہم جاتے تو حضرت چچا جان (حضرت مرزا شریف احمد صاحب) کے پاس ٹھہرتے چچا جان تو کلکتہ بھی بہت دفعہ آئے اور مہینہ دو مہینے ضرور ٹھہرتے تھے۔ میری دینی تعلیم تو کچھ زیادہ نہ تھی مگر حضور نے جاتے ہوئے مجھے نصیحت کی تھی کہ تم جا کر جماعت کا کام ضرور کرنا آہستہ آہستہ تمہیں آ جائے گا اور پھر آپا جان کی تربیت کی وجہ سے میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جاتے ہی ایک مہینہ کے بعد لجنہ کا کام سنبھال لیا جس سے آپا جان ابا جان تو خوش تھے ہی حضرت مصلح موعود بھی بہت خوش ہوئے میری پہلی لڑکی جب پیدا ہونے والی تھی تو میں ابا جان کے پاس مظفر گڑھ چلی گئی۔ دو ماہ وہاں ٹھہر کر امۃ المومن کی پیدائش کے بعد میں قادیان چچا جان چچی جان کے پاس آ گئی تھی۔ میری صحت چونکہ ایسی اچھی نہ تھی اس لیے ان ایام میں آپا جان نے میرا بہت زیادہ خیال رکھا۔ اس وقت خورشید کی عمر قریباً دس سال تھی روحی ۷ سال کی اور احمد ۳ سال کا تھا۔ سارے بہن بھائی مجھے باجی کہتے تھے یہاں تک کہ میرے داؤد احمد صاحب میر مسعود اور میر محمود بھی باجی ہی کہتے تھے اور گھر والے بی بی کیونکہ آپا جان کا نام بھی نصیرہ تھا حضرت مصلح موعود میرا بہت خیال رکھتے تھے۔ اسی طرح دونوں ماموں جان ممانی جان کو بھی بھائی جان سے مجھ سے اور مبارک سے بہت پیار تھا جب بھی ہم لوگ کلکتے سے آتے تو آپا جان بھی استقبال رکھتیں میری پسند کی چیزیں پکواتیں حالانکہ میں بعض دفعہ تھوڑے دن کے لیے آتی تھی۔ اس میں بھی میں اور آپا جان کوئی نہ کوئی موقعہ سیر کرنے کا نکال ہی لیتے۔

میرا چھوٹا بھائی مبارک احمد ۱۹۴۲ء میں بیمار ہو گیا بیماری کافی لمبی چلی اس کی تیمارداری آپا جان نے بہت ہی محبت سے کی اور پھر جب علاج کے لیے اسے امرتسر لانا پڑا تو آپا جان کئی مہینے امرتسر میں رہیں اس کی خدمت آپا جان سے جو بھی ہو سکی انہوں نے بہت محبت سے کی ایسی حالت میں جبکہ چھوٹے بچے بھی ہوں اس قسم کے مریض کی دیکھ بھال کرنا ایک بہت بڑی قربانی ہے۔ ہماری خالہ اور ہماری نانی بھی وہاں ہوتی تھیں مگر اصل ذمہ داری تو آپا جان کی ہی تھی ویسے پوچھنے کے لیے حضرت مصلح موعود اور دیگر خاندان والے بھی آتے رہتے تھے مگر چھوٹے ماموں جان اکثر وقت آتے اور ہر دفعہ بہت سی ہدایات آپا جان کو دیکر جاتے۔ وقت گزرتا گیا اور باوجود ہر ممکن کوشش کے مبارک کو صحت نہ ہوئی اور وہ فوت ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا کہ وہ ہمارے پاس نہ رہے۔

چند سال کے بعد ابا جان ریٹائر ہو کر قادیان آ گئے اور اپنے آبائی گھر میں رہنے لگے ریٹائر ہونے کے بعد ان کی زندگی میں بڑی تبدیلی آ گئی اب سارا ماحول ہی احمدیت کا تھا اٹھنا بیٹھنا اپنے احمدیوں کے ساتھ ہی تھا۔ قادیان آ کر آپا جان نے دینی کاموں میں زیادہ حصہ لینا شروع کر دیا دین کی خدمت آپ نے لجنہ کے کاموں میں حصہ لینے سے شروع کی اور پھر جلسہ سالانہ کے دنوں میں تو وہ اپنے آپ کو خدمت کے لیے بالکل ہی وقف کر دیتیں ماموں جان کے لیے تو جلسہ کے ایام میں وقت کوئی معنے نہ رکھتا تھا اور اسی طرح جیسا کہ میں پہلے لکھ چکی ہوں آپا جان جلسہ کے کام میں اتنا وقت دیتیں کہ اپنے سارے کام بھول جاتیں۔ اسی طرح اور اجلاسوں وغیرہ میں بھی انکا یہی حال تھا غریبوں کی بھی بہت مدد کرتیں اس وقت بچوں میں سے سب بڑی میں تھی چنانچہ اکثر تلقین بھی کرتیں اور مشورہ دیتیں اور اکثر لکھ بھی دیتیں کہ فلاں فلاں کے لیے ضرورت ہے کچھ بھجوا دو۔ کسی آنے والے کے لیے انکا دروازہ کبھی بند نہ تھا۔ میرے ننھیال سے بہت تعلق تھا۔ ان لوگوں کو بھی آپا جان سے بہت پیار تھا۔ آپس میں ہم لوگ جب سب اکٹھے ہوتے تو بہت رونق لگاتے یہ تعلق حضرت ماموں جان میر محمد اسحاق صاحب کو بھی بہت زیادہ تھا۔ جب میری نانی قادیان آ گئیں تو وہ خود ان کو پوچھنے جاتے اور انکا ہر قسم کا خیال رکھتے کون نہیں جانتا کہ آپ کا وجود کتنا نافع الناس تھا اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا۔ چھوٹے ماموں جان اور بڑے ماموں جان تقسیم ملک سے پہلے ہی فوت ہو گئے بعض وجوہ کی بنا پر تقسیم ملک سے پہلے ہی ہم لوگ کلکتے سے قادیان آ گئے تھے ہمارے آنے کے ۱۰ مہینے کے بعد ملک تقسیم ہو گیا اور قادیان ہندوستان میں آ گیا۔ میرے میاں (مرزا ظفر احمد) درویش بنکر قادیان میں ہی رہے ہم لوگ دارالرحمت باغ میں تھے سارے خاندان کے رہنے اور کھانے کی ذمہ داری حضرت مصلح موعود نے لے لی۔ ہر ایک خاندان ایک ایک کمرے میں رہتا۔ اس وقت کے حالات کے مطابق کھانا بہت سادہ ہوتا تھا روٹی کی مقدار بھی اتنی ہی ہوتی تھی جس سے آدمی زندہ رہ سکے۔ آپا جان نے وہ زمانہ بھی بہت صبر سے گزارا خود بھی صبر کیا اور بچوں کو بھی صبر کی تلقین کرتی رہیں یہ وقت جماعت کے لیے بہت کٹھن تھا مرکز ہاتھ سے جا چکا تھا لوگوں کے ذریعہ معاش بھی ختم ہو چکے تھے۔ حضرت مصلح موعود دن رات اسی غم میں مضمحل تھے کہا کرتے تھے کہ میرے حلق سے نیچے لقمہ بھی نہیں جاتا۔ مگر صبر و ہمت تھی جیسے ایک پہاڑ میرے میاں چونکہ قادیان میں تھے اس لیے حضور میرے پاس ایک دفعہ تو ضرور ہی آتے تھے مجھے پوچھتے اور تسلی دیتے۔ حضور ان دنوں چلتے پھرتے بھی قرآن کریم پڑھتے رہتے۔ ہمارے پاس ایک عیسائی آیا تھی وہ کافی عرصہ ہمارے پاس بغیر تنخواہ کے رہی۔ وہ حضور کے متعلق باتیں بھی پوچھا کرتی تھی وہ بازار سے کوئی نہ کوئی اچھی چیز لے آیا کرتی تھی۔ میں وہ چیز حضور کے پاس بھجوا دیتی بعض چیزیں آپ بہت پسند کرتے اور پوچھتے کہ کہاں سے منگوائی ہے۔ میں اکثر آپا جان کو بھی بعض چیزیں بھجوا دیتی تھی۔ یہ اکثر چیزیں میری خالہ زاد بہن طاہرہ نظامی مجھے بھجواتی تھیں۔

میرے میاں چار مہینے قادیان میں رہ کر واپس آ گئے اور ان کی جگہ عزیزم وسیم احمد قادیان چلے گئے۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب بھی قادیان میں دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ آہستہ آہستہ لوگ دارالرحمت باغ سے نکلنے شروع ہو گئے۔ میری خالہ زاد بہن کے میاں محمود نظامی کی تبدیلی ہو گئی۔ تو انہوں نے ہمیں اپنی کوٹھی رہنے کے لئے دے دی۔ کچھ عرصہ کے بعد ہم اپر مال پر چلے گئے وہاں میرا چھوٹا بھائی خورشید بھی ہمارے پاس ہی آ گیا تھا غالباً اس وقت وہ کالج میں داخل ہوا تھا۔ حضرت مصلح موعود کی انتھک کوششوں سے ربوہ کی زمین لی گئی اور پھر آہستہ آہستہ لوگ وہاں جانا شروع ہو گئے۔ حضرت مصلح موعود کا خیال تھا کہ جب تک وہاں سارے نہ چلے جائیں اور چاہے کیسے نامساعد حالات ہوں وہاں ہی رہیں۔ تب تک ربوہ کی آبادکاری خاطر خواہ نہ ہو سکے گی۔ اس لئے شروع میں کچے مکان بنائے گئے اور پانی اور بجلی کے بغیر ہی لوگ گھروں میں آباد ہو گئے۔ حضور کا بھی ایسا ہی گھر تھا۔ آپا جان اور ابا جان بھی بمع بچوں کے ربوہ چلے گئے حضرت اماں جان بھی وہاں ہی تھیں۔ اور جیسے جیسے وقت گزرتا گیا۔ دفاتر اور سکول وغیرہ بنتے گئے۔ لاہور سے چند ماہ کے لئے ہم بھی سرگودھا چلے گئے تھے۔ مگر وہاں سے ہمیں ربوہ آنا پڑا اور ہم سات مہینے آپا جان کے پاس رہے اس چھوٹے سے گھر میں ہم اور بچے بھی ایک کمرہ میں تھے۔ عام حالات میں وہاں رہنا تو اتنا دقت طلب نہ ہوتا۔ لیکن جیسی اس وقت ربوہ کی حالت تھی اور جس قسم کی گرمی اور سردی پڑتی تھی اس حالت میں ربوہ میں ان دنوں رہنا ایک قسم کا جہاد ہی تھا۔ گزری ہوئی باتیں یاد رہ جاتی ہیں۔ گو وقت گزر جاتا ہے۔ چھوٹے سے گھر میں اکٹھے رہنے سے جو بھی ہماری وجہ سے تکلیف سب کو اٹھانی پڑی اس سے کبھی بھی کسی کے ماتھے پر شکن نہ آیا۔ بلکہ امی جان (چھوٹی ممانی جان) ہمیشہ آپا جان کو کہا کرتی تھیں کہ بی بی اکثر وقت دعائیں کرتی ہے اس کے لئے دودھ وغیرہ کا ضرور انتظام کرو۔ داؤد، مسعود، محمود اکثر وقت آتے رہتے اور بہت خیال رکھتے میرے میاں تو اکثر کراچی لاہور وغیرہ کام کی تلاش میں گئے ہوتے تھے۔ اس لئے سب لوگ بہت خیال رکھتے۔ ابھی ہم ربوہ میں ہی تھے جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے ڈھاکہ جانے کے سامان کر دیئے اور ہمیں وہاں ملازمت مل گئی۔ وہاں ہم بہت عرصہ رہے اور اس لمبے عرصہ میں میرے چھوٹے بہن بھائی جب بھی آتے تو ہمیں بہت خوشی ہوتی اور ابا جان آپا جان بھی بہت خوش ہوتے۔ آپا جان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لکھا کرتی تھیں کہ تمہارے پاس بچوں کو بھجوا کر مجھے تسلی ہو جاتی ہے۔ ہماری بھی یہی کوشش ہوتی کہ وہ زیادہ سے زیادہ ہمارے پاس رہیں۔ خورشید، روحی، احمد اور درداز میری چھوٹی بہن ہمارے پاس جب بھی آتے کافی عرصہ ٹھہرتے۔ باوجود ہماری بہت زیادہ خواہش کے بھی ابا جان اور آپا جان ہمارے پاس نہ آسکے۔ بس چند دن لاہور اور چند دن سرگودھا میں آکر رہے۔ جب کہ ہمارے حالات بہت خراب تھے۔ آپا جان کو میرے پاس آنے کا بہت ہی شوق تھا اور مجھے بھی بہت شوق تھا کہ اچھے حالات میں بھی کبھی آکر رہیں لیکن شاید اللہ کو یہ منظور ہی نہ تھا۔ حالانکہ بعض انتظامی امور کو دیکھنے کے لئے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ بھی آئے اور حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالےٰ بھی اللہ تعالےٰ کے فضل سے کئی دفعہ آئے اور اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے ہمیں ان کی مہمان نوازی کا موقعہ دیا۔ خاندان کے اور لوگ بھی آتے رہتے تھے بھائی مسعود (نواب مسعود خان صاحب) بھی آتے رہتے تھے۔ ان سب کی آمد سے دوری کا احساس بھی جاتا رہتا۔ ربوہ میں ہمارا آنا عام طور پر جلسہ کے ایام میں ہی ہوتا تھا۔ ان دنوں میں آپا جان جلسہ کے کام میں مصروف ہوتی تھیں۔ اس لئے تسلی سے ملاقات جلسہ کے بعد ہی ہوتی۔ ہماری آمد پر ویسے تو اکثر ہم آپا جان کے ہاں جاتے رہتے اور کھانا وغیرہ بھی کھاتے مگر آپا جان ہماری دعوت بھی ضرور کرتی تھیں۔ یہ دن جلد ہی گذر جاتے اور ہم لوگوں کو واپس جانا پڑتا۔ اب آپا جان کو دوسرے لوگوں کو جب بتانا ہوتا تو کلکتے والی بی بی کی بجائے ڈھاکہ والی بی بی کہتیں ابھی تک جب بھی کوئی ضروری بات ہوتی آپا جان مجھ سے مشورہ ضرور کر لیتیں۔ آہستہ آہستہ جب میرے بھائی بہن بڑے ہوتے گئے ان کی شادیاں بھی ہوتی گئیں۔ ایک ایک کر کے ابا جان کی ذمہ داری میں کمی ہوتی گئی۔ شادیوں کے بعد بھی ہمارے تعلقات میں کوئی فرق نہیں آیا۔ بھابیاں بھی بہنوئی بھی اللہ تعالےٰ نے بہت اچھے دیئے۔ ۱۹۷۱ء میں مشرقی پاکستان میں جو فسادات ہوئے اس کی وجہ سے ہمیں ۲۸ نومبر کو پاکستان آنا پڑا۔ جس کا افسوس تو سب کو ہی تھا۔ مگر آپا جان اور ابا جان کو بہت زیادہ تکلیف تھی ہمارے لئے تو یہ بھی ایک قسم کی ہجرت ہی تھی۔ ملازمت کو مدنظر رکھتے ہوئے کراچی میں رہنا ہمارے لئے بہتر تھا۔ اس لئے ہم نے کراچی میں ہی رہائش اختیار کر لی۔ یہاں بھی اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ تکلیف میں کافی کمی ہو گئی۔ مجھے یقین ہے کہ یہ حضور کی اور سب بزرگوں اور خصوصاً ابا جان آپا جان اور حضرت چچی جان (حضرت بوزینب بیگم صاحبہ نور اللہ مرقدھا) کی دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ جنوری ۱۹۷۳ء میں حضرت ابا جان شدید بیمار ہو گئے۔ شدید بیماری کا ذرا دیر میں پتہ لگا۔ اس لئے ان کی وفات سے ایک گھنٹہ پہلے پہنچی۔ عزیزم خورشید احمد تو اس وقت حج کے لئے گئے ہوئے تھے ابا جان کی وفات سے ظاہر ہے کہ آپا جان کو سب سے زیادہ صدمہ پہنچا۔ ایسے نازک وقت میں سارا خاندان ہی اکٹھا تھا۔ میری کوشش یہی تھی۔ کہ اس صدمے کی شدت کو جس قدر کم کر سکوں کروں۔ گو اندر سے میرا دل بھی اتنا ہی روتا تھا جتنا دوسروں کا۔ میں اکثر وقت آپا جان کے پاس بیٹھی رہتی اس کا یہ مطلب نہیں کہ دوسرے نہ بیٹھتے تھے۔ میرے دل میں ہمیشہ سے یہ تھا کہ عورت کی عمر خواہ کتنی ہی ہو جائے خاوند سے اس کو بہت سہارا رہتا ہے آپا جان نے جس صبر کا نمونہ دکھایا وہ بھی اپنی ایک مثال ہے۔ ایسے وقت آتے رہتے ہیں۔ مگر دنیا کے کام اسی طرح چلتے رہتے ہیں۔ کسی کے جانے سے وقت کا چلنا بند نہیں ہو جاتا۔ اور نہ ہی زندگی معطل ہو جاتی ہے۔ جو آیا ہے اس نے ایک دن تو جانا ہے یہ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ ہمارے ابا جان کو اس نے اپنے پیار سے نوازنے کا اتنا موقعہ دیا آہستہ آہستہ زندگی پھر اپنے دھارے پہ آگئی۔ اور اب آپا جان نے ہمارے ابا جان کی بھی جگہ لے لی۔ ہم سب بچوں کو کبھی بھی ایسا خیال نہیں آیا کہ آپا جان کی مرضی کے خلاف کوئی بات کریں۔ وہ گھر جو پہلے بھی جنت تھا۔ بعد میں بھی سوائے اس کے کہ ابا جان کی یاد ہر وقت تازہ رہتی۔ جنت کا نمونہ ہی رہا۔ ابا جان کی وفات کے بعد آپا جان کی صحت بھی گرنی شروع ہو گئی۔ مگر اس کے باوجود وہ دینی کاموں میں مصروف رہتیں۔ یہ عوارض آہستہ آہستہ بڑھتے ہی گئے۔ جب آپا جان سے اٹھا نہیں جاتا تھا تو لیٹے لیٹے ہی دینی کاموں کی ہدایت دیتی رہتیں۔ آخری بیماری میں زیادہ تر غنودگی ہی رہتی ۱۹۸۴ء کے شروع ہی سے طبیعت خراب چلی آرہی تھی۔ جلسہ پر سے واپس آتے وقت مجھے بہت کمزور لگی تھیں۔ مگر اپریل کے آخر میں طبیعت بہت زیادہ خراب ہو گئی۔ اور ہم لوگ ربوہ کے لئے روانہ ہو گئے وہاں ان کو دیکھا کہ اکثر وقت غنودگی رہتی ہے۔ میں جب ان کے سامنے گئی تو مجھے پہچان لیا اور اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا میں پاس ہی بیٹھ گئی مجھے اور قریب آنے کا اشارہ کیا میں نے بالکل قریب جا کر ہاتھ پکڑ لیا۔ میں اسی طرح بیٹھی رہی بعد میں بھی اس خیال سے کہ ان کو تکلیف نہ ہو میں جتنی دیر بھی بیٹھتی بالکل پاس اور ایک جگہ ہی بیٹھی رہتی تھی۔ اور دوپہر کے وقت جب وہ سو جاتیں تو میں خاموشی سے اٹھ کر آجاتی۔ لیکن جب دو گھنٹہ کے بعد میں واپس جاتی تو بے بی نزہت یا اور کوئی بہن مجھے یہی بتاتیں کہ جب آنکھ کھلتی تھی امی کہتی تھیں بی بی کہاں گئی ہیں۔ میرے آنے تک بار بار پوچھتی رہتیں کہ بی بی کب آئے گی دوسرے یا تیسرے دن آپا جان کی طبیعت کچھ بہتر ہونی شروع ہوئی اور اب انہوں نے آہستہ آہستہ مجھ سے باتیں کرنی شروع کر دیں۔ ایک دن میں اور نزہت پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے تو مجھے کہنے لگیں کہ "تم بڑی امی سے مل آئی ہو (بڑی امی سے مراد میری امی تھیں۔ وہ لاہور میں دفن ہیں) یہ کہہ کر میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ میں نے کہا "اس وقت تو مجھے چھوٹی امی سے ملنے کی جلدی تھی اس لئے آتے ہوئے نہیں ملی" تو بہت ہنسیں اور پھر میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ اللہ کی ایسی مہربانی ہوئی کہ ان کی طبیعت بہتر ہونی شروع ہوئی۔ مگر اس کے باوجود مجھے اپنے پاس سے اٹھنے نہ دیتی تھیں۔ جب میں نے جانا ہوتا تو کہتیں کہ کب آؤ گی دیر نہ لگانا۔ جب وہ آرام نہ کر رہی ہوتیں تو کمرے میں کافی رونق لگی رہتی۔ سب لوگ بیٹھے باتیں کر رہے ہوتے۔ ایک دن میں اور میری چھوٹی بہن نزہت پلنگ پر بیٹھے ہوئے تھے بے بی کو مخاطب ہو کر کہنے لگیں کہ تمہیں پتہ ہے "یہ میری سب سے فرمانبردار بیٹی ہے" اس نے اتنے بچوں کی ماں ہو کر بھی کبھی الٹ کر جواب نہیں دیا۔ نزہت نے یہ سن کر مجھے کہا "باجی کیا یہ ٹھیک ہے؟" میں نے کہا دیکھ لو۔ تمہارے سامنے ہی تو کہہ رہی ہیں۔ پھر پتہ نہیں کیا خیال آیا کہنے لگیں کہ "یہ میری بیٹی سب سے خوبصورت ہے" بے بی کہتی ہے لو دیکھو فرمانبردار بھی یہی ہو گئیں اور خوبصورت بھی یہی ہو گئیں آپا جان کے بچے میرے بہن بھائی ماشاء اللہ سب ہی خوش شکل ہیں اور فرمانبردار بھی۔ مگر پتہ نہیں یہ دو باتیں انہوں نے کس جذبے کے ساتھ کہیں۔ اب بھی جب مجھے خیال آتا ہے۔ تو میں بہت روتی ہوں۔ شروع سے ہی کچھ ایسے صدمے پہنچے ہیں کہ میری طبیعت بہت زیادہ ڈرتی رہتی ہے۔ یہ آپا جان بھی اچھی طرح سمجھتی تھیں اور میرے غم میں برابر کی شریک تھیں۔ میں ربوہ پندرہ دن رہی اس عرصہ میں آپا جان کی طبیعت میں کافی فرق پڑ گیا تھا بلکہ اس عرصہ میں انہوں نے عزیزم خورشید کے بیٹے اور روحی کی بیٹی کا رشتہ بھی طے کر دیا اور دل میں ہی یہ بات رکھی۔ میں ساڑھے چار بجے آئی تو بے بی اور دردانہ فرزانہ کہنے لگیں کہ لیں امی اب تو باجی آگئی ہیں آپ نے جو ضروری بات بتانی ہے وہ بتا دیں۔ پھر انہوں نے پہلے مجھے بتائی اور بعد میں سب کو پتہ لگا عام حالات میں تو شاید کچھ دیر لگتی مگر ان کی بیماری کے مدنظر خورشید امتہ الوحید اور روحی سب فوراً ہی راضی ہو گئے۔ جب ڈاکٹروں نے دیکھا کہ اب وہ کچھ بہتر ہیں تو میں نے سوچا کہ چند دن کراچی ہو کر میں پھر واپس آجاؤں گی۔ کیونکہ یہاں بھی کچھ ضروری کام تھے۔ اس لئے ہم کراچی آنے کے لئے تیار ہو گئے۔ جس دن آنا تھا اس دن میں ایک جگہ گر گئی۔ اس وقت تو چوٹ کا پتہ نہیں لگا۔ مگر دوسرے دن کراچی آکر درد جب زیادہ ہوئی تو ڈاکٹر کو دکھایا۔ جس پر ڈاکٹر نے بتایا کہ بہت چوٹیں آئی ہیں۔ اور بعض جگہ کے پٹھے کچلے گئے تھے۔ اس طرح مجھے بالکل لیٹنے کے لئے کہا گیا ایک طرف یہ چوٹیں اٹھنے نہیں دیتی تھیں دوسری طرف مجھے انجائینا بھی ہے اس طرح جب آپا جان کی دوسری دفعہ سخت بیماری کی اطلاع ملی تو میں کسی حالت میں بھی سفر کرنے کے قابل نہ تھی۔ اس امید پہ کہ شاید جلد آرام آجائے اور میں ربوہ جا سکوں میں ٹھہری رہی۔ روزانہ فون کر کے طبیعت پوچھ لیتے تھے۔ ۱۵ جون کو اطلاع ملی کہ ہماری پیاری آپا جان فوت ہو گئی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یہی میرے ساتھ عزیزم مبارک احمد کی وفات پہ بھی ہوا تھا۔ میں امرتسر جا کر پانچ مہینے رہی اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر حضرت مصلح موعود نے میرے میاں کو کلکتہ تار دیا کہ نصیرہ کو آکر فوراً لے جاؤ اور حضور کے ارشاد پر میں واپس کلکتہ چلی گئی۔ چنانچہ عین پندرہ دن کے بعد مبارک احمد کی وفات کی اطلاع ملی اور میں چونکہ کچھ بیمار تھی اس کے دفنانے کے بعد قادیان پہنچی۔ یہ تو تقدیر کے کھیل ہیں۔ آپا جان تو ہمارے دل میں ہیں اور انشاء اللہ دل میں رہیں گی۔ وفات کے بعد احمد (مرزا غلام احمد) کا فون آیا میں تو اٹھ بھی نہ سکتی تھی اپنے خاندان کے سب لوگ یہاں ہی بیٹھے تھے۔ یہاں تک کہ بھائی مسعود (نواب مسعود احمد خاں صاحب) بھی اتنی سیڑھیاں چڑھ کر اسی وقت آگئے تھے۔ احمد نے کہا کہ میں نے باجی سے بات کرنی ہے۔ فون پر گئی۔ مگر نہ اس سے بات ہوتی تھی اور نہ مجھ سے بہر حال اس نے کہا کہ آپ اور بھائی ضرور آجائیں۔ پھر سب نے اس کو بتایا کہ وہ تو اٹھ نہیں سکتی۔ اس لئے آنا مشکل ہے اور باوجود اس کے شدید اصرار اور ہماری شدید خواہش کے ہم نہ جا سکے۔ جس کا افسوس ہمیں ہمیشہ رہے گا۔ میرے پیارے بھائی اور بہنوں نے اللہ تعالےٰ ان کو سلامت رکھے اپنے خطوں میں یہ بیان کیا کہ میری غیر موجودگی سے ان سب کو بہت رنج تھا مگر اللہ تعالےٰ کی تقدیر کو کون ٹال سکتا ہے۔ اس کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی بہتری ہوتی ہے۔ دعا ہے اور سب سے دعا کی درخواست بھی ہے کہ اللہ تعالےٰ ہماری آپا جان کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ اور ہم سب بہن بھائیوں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اپنے فضل اور رحم سے ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری مرحوم

کا آخری سفر

(از صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب)

ماہ اگست میں حضرت مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری کی علالت طبع کا ذکر الفضل میں پڑھا کہ آپ لاہور ہسپتال میں دل کے عارضہ سے داخل ہوئے ہیں اور ساتھ ہی ان کا ایڈریس بھی چھپا تھا۔ خاکسار نے ان کو بیمار پرسی کا خط لکھا۔ آپ خطوط کا جواب باقاعدگی سے دیا کرتے تھے۔ ماہ اگست ختم ہو گیا۔ کوئی جواب نہ ملا تھا۔ کہ یکم ستمبر جمعۃ المبارک کی ہلکی ہلکی بارش کی فضا میں خاکسار جب مکرم ڈاکٹر بریگیڈیئر ریٹائرڈ ضیاء الحسن صاحب کے پاس پہنچا تو انہوں نے مولانا صاحب کی اپنی کوٹھی پر موجودگی کا ذکر کیا۔ ان کے کمرے میں آئے تو وہ اٹھ کر بغل گیر ہوئے میں نے اپنے خط کا پوچھا تو مل جانے کا ذکر کیا اور جواب نہ دے سکنے پر معذرت کی۔ معلوم ہوا کہ لاہور کے ہسپتال والوں نے ان کی بیماری کی سنجیدگی کو محسوس کرتے ہوئے ان کو کراچی یا راولپنڈی جانے کا مشورہ دیا تھا۔ چنانچہ وہ سیدھے راولپنڈی آئے۔ اور آتے ہی مکرم کرنل صاحب سے چیک اپ کرایا اور مزید مشورہ ابھی ہونا تھا۔ کچھ دیر ان کے ساتھ بیٹھا۔ سبز قہوہ آگیا۔ اکٹھے بیٹھ کر پیا۔ مختلف دوائیاں وہ استعمال کر رہے تھے اور محترم ضیاء الحسن صاحب سے مشورہ لیتے جاتے تھے۔ جمعہ کی نماز کا وقت قریب آرہا تھا۔ ان سے پوچھا گیا کہ وہ بھی چلیں گے جس پر انہوں نے معذوری بیان کی۔ خاکسار نے اجازت لی اور دوبارہ ملنے اور ٹیلیفون پر رابطہ رکھنے کا وعدہ کر کے ان سے مصافحہ کیا اور جدا ہوا۔ کیا معلوم تھا کہ یہ آخری ملاقات ہو گی۔

دوسرے روز صبح یہی توقع رہی کہ وہ کرنل نوری صاحب کو ملے ہوں گے اور علاج کے لئے پیش رفت ہوئی ہو گی۔ کہ گیارہ بجے کے قریب صدیقی برادران کے ٹیلیفون کی وساطت سے یہ اندوہناک خبر ملی کہ آپ رات ہی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

خاکسار نے ڈاکٹر ضیاء الحسن صاحب سے میت کے ساتھ ان کے آخری سفر ربوہ میں شمولیت کی اجازت لے لی تھی ظہر کی نماز میں ان کی دوبارہ کافی تعداد نے نماز جنازہ ادا کی اور ۲½ بجے کے قریب ہم تین۔ اوّل ضیاء الحسن صاحب ان کے میزبان دوم خاکسار ان کا واحد دوست جو ساتھ آسکا اور سوم ایک خادمِ احمدیت عزیز نصیر احمد صاحب جو خدمت کے لئے ساتھ تھے۔ جنازہ کے ہمراہ ربوہ کے لئے روانہ ہوئے۔ ویگن موسم کی خرابی کی وجہ سے بارش میں چلتی رہی اور خاکسار راستہ میں حضرت مسیح موعود..... المصلح الموعود..... کا کلام اپنے دو ساتھیوں کو سناتا رہا کہ پاک شاعری سے مرحوم دوست کو بھی بہت مَس تھا۔ اور ایک شعر پر خاکسار تو بہت جذباتی ہو گیا۔

دل میں رہ رہ کر خیال آتا کہ جب میت ربوہ پہنچے گی تو اہلیہ اور بچیوں کی کیا حالت ہو گی۔ موت نے ان کے لئے اپنے والد کی شفقت اور محبت کا موقع چھین لیا تھا۔

رات ساڑھے نو بجے کے قریب ویگن دارالضیافت پہنچی ان کے بہنوئی استقبال کے لئے موجود تھے ان کے لواحقین و اقارب تمام رات دارالضیافت میں ان کی میت کے پاس رہے۔ صبح اٹھے تو دیکھا کہ مزید اعزہ و اقربا دو ابھی سائیکلوں پر آرہے تھے۔ فجر کی نماز کے بعد محترم صوفی غلام محمد صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی اور دعا محترم مولوی دوست محمد صاحب شاہد نے کرائی اور منوں مٹی کے نیچے آپ نے استراحت فرمائی۔

اللہ تعالےٰ تمام عزیزان کو صبر کی توفیق دے اور مرحوم کے درجات بلند کرے آمین۔

خاکسار سے ان کا بالمشافہ تعارف ۱۹۸۱ء میں کوثر نرسنگ ہوم راولپنڈی میں ہوا تھا۔ مربی سلسلہ کے طور پر غائبانہ تعارف تو پہلے ہی تھا اور جب سے یہ معلوم ہوا تھا کہ وہ سنگاپور میں بھی رہے ہیں تو ان سے ملنے کا ازحد اشتیاق تھا۔ کیونکہ یہ عاجز بھی ۳½ سال جاپان کی قید میں سنگاپور رہا تھا۔ اور بعد کے حالات جاننے کا متمنی تھا۔

۱۹۸۱ء میں خاکسار کو زعامت صدر راولپنڈی الفضل اللہ کا زعیم اعلیٰ مقرر ہونے کا شرف حاصل ہوا تھا تو اپنے فرائض کے ضمن میں فریضۂ عیادت کے طور پر صبح و شام ان سے کوثر نرسنگ ہوم میں ملاقات ہوتی۔ اس دوران انہوں نے مجھے اپنے منظوم کلام کی دو کتابیں بھی دیں۔

آپ پیشاب کی بندش سے بھی بیمار رہے پھر دل کا عارضہ ہو گیا جو جان لیوا ہوا۔ گھریلو پریشانی بھی تھی۔ مگر دماغ جماعت کی تربیت میں لگا ہوا تھا۔ نظمیں چھپ رہی تھیں اور علم و عرفان سے بھرے ہوئے مختلف تربیتی مضامین اخبار الفضل کو زینت دیتے تھے۔ اور انہیں خدمات کے ساتھ اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

؎ ناں اس شہید علم کی تربت پہ کر نزول
خوشیوں کا باب کھول غموں کے شکار پہ
(کلام محمود)

چندہ وقف جدید اور ناصرات

وقفِ جدید کا دفتر اطفال کا چندہ ناصرات کے لئے ایک لازمی چندہ قرار دیا جا چکا ہے۔ لیکن سال کے آخر پر جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض لجنات نے کما حقہ اس طرف توجہ نہیں دی۔ اس لئے تمام لجنات کی صدروں اور سیکرٹریان ناصرات سے التماس ہے کہ وہ فوراً اپنے چندہ کا جائزہ لیں کہ تمام ناصرات نے اپنا سال کا چندہ ادا کر دیا ہے یا نہیں اور وہ مرکزی دفتر کو بھجوایا جا چکا ہے یا نہیں۔ جنہوں نے ابھی چندہ ادا نہیں کیا ان سے وصولی کریں اور کوشش کریں کہ آپ کے حلقہ یا گاؤں یا شہر کی کوئی بچی اس میں شمولیت سے محروم نہ رہے۔ اسی طرح نئی ناصرات یعنی سو روپے دینے والی بچیوں کی تعداد میں بھی اضافہ کرنے کی کوشش کریں۔ اس چندہ کی آخری تاریخ ۳۱ دسمبر ۱۹۸۲ء ہے۔ چندہ کی وصولی کے بعد یہ رپورٹ بھی بھجوائیں کہ آپ نے یکم جنوری ۱۹۸۲ء سے ۳۱ دسمبر ۱۹۸۲ء تک ناصرات کا کتنا چندہ بھجوایا ہے اور کس کے ذریعہ تا اس کا مرکزی دفتر سے مقابلہ کیا جا سکے۔

(صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

ماہنامہ "انصار اللہ" کا مطالعہ یقیناً آپ کے لئے مفید اور ازدیادِ ایمان کا باعث ہے۔
منیجر ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محبوب امام ایدہ اللہ کی مقدس آواز پر والہانہ لبیک

(سال نو تحریک جدید کے اعلان کے بعد اوّلین موقع پر ملنے والے وعدہ جات)
(قسط اوّل جماعت احمدیہ کراچی)

۱۔ مکرم شیخ شریف احمد صاحب بانی ڈیفنس سوسائٹی		۲۶،۰۰۰/-
۲۔ " چوہدری شاہ نواز صاحب	"	۲۵،۰۰۰/-
۳۔ " شیخ عبدالمجید صاحب مع اہلیہ و دختر	"	وعدہ سابقہ سال ۱۰،۰۰۰/- ۱۱،۰۰۰/-
۴۔ " چوہدری محمد خالد صاحب	"	۵۵۰۰/-
۵۔ " " مشتاق احمد صاحب	"	۴۵۰۰/-
۶۔ " نواب مودود احمد خانصاحب	"	۳۵۰۰/-
۷۔ " شیخ سعید احمد صاحب شفیع صاحب	"	۳۰۰۰/-
۸۔ " بریگیڈیئر ریٹائرڈ اعجاز احمد صاحب	"	۳۰۰۰/-
۹۔ " چوہدری مقبول احمد صاحب	"	۲۵۰۰/-
۱۰۔ " بریگیڈیئر ریٹائرڈ چوہدری عبدالوہاب صاحب	"	۱۸۰۰/-
۱۱۔ " " سید ممتاز احمد صاحب	"	۱۰۵۰/-
۱۲۔ محترمہ مجیدہ شاہ نواز صاحبہ	"	۲۰۰۰/-
۱۳۔ مسز سعدیہ بٹ صاحبہ	"	۱۴۰۰/-
۱۴۔ محترمہ بیگم محمودہ بٹ صاحبہ	"	۶۰۰/-
۱۵۔ مکرم ڈاکٹر مرزا ارشاد علی صاحب	"	۱۰۰۰/-
۱۶۔ " مبارک احمد صاحب کھوکھر	"	۶۵۰/-
۱۷۔ " ڈاکٹر سید محسن احمد صاحب	"	۱۶۰۰/-
۱۸۔ " سید حضرت اللہ پاشا صاحب	"	۱۱۰۰/-
۱۹۔ " عبدالباسط مہتہ صاحب	"	۵۵۰۰/-
۲۰۔ " ملک سعید رشید صاحب	"	۳۶۰۰/-
۲۱۔ " کرنل نصر اللہ خان صاحب ریٹائرڈ سرحلقہ	"	۳۰۰۰/-
۲۲۔ مکرم ملک مبارک احمد صاحب ناظم آباد وسطی		۲۶۰۰/-
۲۳۔ " کیپٹن نعمت اللہ صاحب صدیقی حلقہ شرقی		۱۸۰۰/-
۲۴۔ " محمد یٰسین صاحب لکھنوی۔ ناظم آباد وسطی		۱۸۰۰/-
۲۵۔ " ملک جمیل احمد صاحب	" " "	۱۶۰۰/-
۲۶۔ " " منیر احمد صاحب	" "	۱۵۰۰/-
۲۷۔ " میجر زین العابدین صاحب ڈیفنس		۱۱۵۰/-
۲۸۔ " محمد رشید مرزا صاحب	"	۱۰۰۰/-
۲۹۔ " سید غلام حسین صاحب مرحوم والد سید ممتاز احمد ڈیفنس		۵۲۵/-
۳۰۔ محترمہ جمیلہ خاتون صاحبہ مرحومہ والدہ "	" "	۵۲۵/-
۳۱۔ مکرم ملک عمر علی صاحب مرحوم بذریعہ امۃ المومن صاحبہ	"	۵۰۰/-
۳۲۔ " سید ناصر شاہ صاحب	"	۵۰۰/-
۳۳۔ محترمہ بیگم طاہرہ ناصر شاہ صاحبہ	"	۵۰۰/-
۳۴۔ مکرم جی۔ ایم وائی پٹیل صاحب	"	۵۵۰/-
۳۵۔ " عبدالمومن صاحب	"	۵۵۰/-
۳۶۔ " چوہدری امتیاز الدین صاحب	"	۶۰۰/-
۳۷۔ " کنور محمد ادریس صاحب	"	۵۰۰/-
۳۸۔ محترمہ نصرت خانم صاحبہ بیگم سید ممتاز احمد صاحب	"	۵۰۰/-
۳۹۔ مکرم قریشی عبدالقیوم صاحب۔ حلقہ شرقی		۵۰۰/-
۴۰۔ " قریشی داؤد احمد صاحب۔ حلقہ صدر		۵۰۰/-

(رکیل المال اوّل)

نکاح کی اغراض

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

"اب دیکھو نکاح کیا ہے۔ یہ تغیر جو لاکھوں سال کے درمیان ہوا اور بے شمار زندگیوں کو کروڑ در کروڑ۔ سنکھ در سنکھ بلکہ جن کے گننے کے لئے ایک بے شمار زمانہ کی ضرورت ہے۔ اتنی زندگیوں کے فنا کے بعد انسان پیدا ہوا۔ نکاح کی غرض یہ ہے کہ انسان جو اتنے بڑے اور اہم تغیر کے بعد پیدا ہوا اس کی نسل کو آگے چلایا جائے۔ پہلے انسان کس طرح پیدا ہوا اس کی بحث کی ضرورت نہیں۔ اب انسانی پیدائش کا ذریعہ نکاح ہے۔ یعنی ایک مرد اور ایک عورت کا ملنا ہے جس سے بچے پیدا ہوتے ہیں۔

بظاہر نکاح معمولی سی بات معلوم ہوتی ہے مگر درحقیقت اس کروڑوں سال کے تغیر کے قیام اور نسل انسانی کی افزائش کے لئے ہے۔ اسی کے لئے عورت و مرد ملتے ہیں۔ اسی غرض کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے نکاح ہوتا ہے اور یہ اتنا اہم معاملہ ہے کہ خدا کے تعلق کے بعد دوسرے نمبر پر اس کا پورا کرنا اور اس کی حفاظت کرنا ہے۔ شریعت نے دو حقوق رکھے ہیں حقوق اللہ اور دوسرے حقوق العباد گویا نکاح دوسرے پاؤں کی حیثیت رکھتا ہے۔ شریعت نے اس کو اتنا اہم رکھا ہے مگر بہت لوگ ہیں جو اس کی اہمیت کو نہیں سمجھتے۔ اور ان فوائد کو حاصل نہیں کرتے جو اس میں رکھے گئے ہیں ان کی مثال اس نادان بچے کی ہے جس کو ایک خوبصورت ہیرا ملتا ہے مگر وہ اس کی قدر و قیمت کو نہیں جانتا۔ اس لئے ایک روپیہ بھی اس کی اگر قیمت ملے تو دینے کو تیار ہو جاتا ہے لیکن اگر اس کو معلوم ہو جائے تو دس ہزار روپیہ قیمت پر بھی نہیں دے گا۔ پس چونکہ محمودوں کو نکاح کے معاملہ کی اہمیت معلوم نہیں اس لئے وہ فوائد بھی حاصل نہیں کر سکتے اس لئے ضروری ہے کہ ہماری جماعت کے لوگ نکاح کے مطلب کو سمجھیں اور اس کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔"

(خطبات محمود جلد سوم صفحہ ۱۱۱ و ۱۱۲)

(مرسلہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ)

درخواست ہائے دعا

۔۔ میرے والد مکرم ماسٹر احمد علی صاحب فالج کے حملے کی وجہ سے بیمار ہیں۔ احباب جماعت کی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت عطا کیا ہے۔ چنانچہ اب طبیعت پہلے سے کافی بہتر ہے۔ ابھی والد صاحب فیصل آباد میں ہی داخل ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ والد محترم کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔ مولا کریم اپنے فضل سے انہیں صحت و سلامتی والی لمبی فعال زندگی عطا کرے۔ حافظ انیس الرحمن دارالعلوم غربی

۔۔ عاجز کے لڑکے میاں نعیم احمد کا امریکہ میں ایک ٹریننگ کورس ہو رہا ہے احباب سے درخواست ہے کہ اس کورس میں عزیز کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔

(میاں غلام احمد سپرنٹنڈنٹ محکمہ انہار فیصل آباد)

۔۔ خاکسار کی اہلیہ پانچ چھ ماہ سے جگر کی خرابی کی وجہ سے بیمار ہے۔ ان دنوں تکلیف زیادہ ہے۔ خاندان حضرت مسیح موعود اور احباب جماعت سے اہلیہ کو صحت کاملہ عطا ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(خادم حسین کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری)

دعائے مغفرت

ماسٹر محمد شعیب صاحب جوئیہ کا بیٹا اور ملک مہر خان جوئیہ کا پوتا محمد ابراہیم اجمر ۱۲ سال ۱۳ نومبر کو رات ساڑھے دس بجے وفات پا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن نہایت نیک سیرت بچہ تھا۔ احباب سے درخواست ہے کہ والدین کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے دعا کریں۔

(ملک امان اللہ مبصر جوئیہ جو آباد)

خدا کی راہ میں خرچ کر کے اپنے اموال کو بابرکت بنائیے!

صف دوم کے معلمین کی چودھویں کلاس

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نور اللہ مرقدہٗ کی ہدایات فرمودہ ۲ جنوری ۱۹۷۶ء کی تعمیل میں حسب سابق دفتر وقف جدید ۱۵ جنوری ۱۹۸۵ء سے سہ ماہی تربیتی کلاس کا اہتمام کر رہا ہے۔ یہ کلاس تین ماہ جاری رہے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس تحریک کی اولین مخاطب ایسی جماعتیں ہیں جو تربیت کی زیادہ محتاج ہیں۔ وہ اپنے ایک ایک دو دو نمائندے ضرور اس کلاس میں بھجوائیں۔ عمر اور تعلیم کا کوئی خاص معیار نہیں۔ البتہ صحت اچھی ہو اور کچھ لکھنا پڑھنا آتا ہو اور تعلیم و تربیت کا خاص شوق اور جذبہ ہو۔

کلاس میں شامل ہونے والے طلباء کی درخواستیں ۱۵ دسمبر ۱۹۸۴ء تک مع کوائف نام مع ولدیت۔ عمر۔ تعلیم۔ دفتر وقف جدید میں پہنچ جانی ضروری ہیں۔ دوران تعلیم قیام و طعام کا انتظام مرکز کرے گا۔ بستر اپنا لانا ہوگا۔ اسی طرح قرآن مجید بھی اپنے ہمراہ لیتے آئیں۔ درخواستیں مقامی پریذیڈنٹ کی تصدیق کے ساتھ آنی چاہئیں۔

(ناظم ارشاد۔ وقف جدید)

دعائے مغفرت

محترمہ امۃ اللہ جان صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد اشرف صاحب آف جہلم جو میری پھوپھی اور خوشدامن تھیں۔ ۱۶ نومبر ۱۹۸۴ء بروز جمعہ صبح ۲½ بجے بعمر ۷۶ سال حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پھوپھی جان مرحومہ نیک سیرت۔ تہجد گزار۔ غریب پرور اور بہت دعائیں کرنے والی خاتون تھیں۔ سلسلہ کی فدائی اور مرکز کی ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ مرحومہ نے ایک بیٹا طاہر اشرف اور بیٹی منیرہ اشرف مقیم نیویارک (امریکہ) اور خاکسار کی اہلیہ حکمت جان اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔

مرحومہ کا جنازہ پہلے سرگودھا میں بعد از نماز جمعہ مکرم مولانا سید احمد علی شاہ صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد نے پڑھایا اور بعد ازاں میت ربوہ لانے پر بعد از نماز عصر مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے نماز جنازہ البیت المبارک میں پڑھائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں اس لئے بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی اور بعد از تدفین مکرم چوہدری محمد الدین صاحب انور آف سرگودھا نے دعا کرائی۔

احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرماتے ہوئے سب کا حافظ و ناصر ہو۔

(عبد الستار خان ایڈووکیٹ۔ سرگودھا)

آئیے اور آزمائیے!

احباب کی سہولت کے پیش نظر ہم نے اپنے شاپنگ سنٹر کو بڑا کر دیا ہے۔ اب ہمارے ہاں جنرل سٹور کی جملہ ورائٹی از قسم بچوں کے کھلونے۔ سپورٹس، کاسمیٹکس۔ بچوں کے سائیکل۔ ریڈی میڈ گارمنٹس اور ہر قسم کی وول نہایت مناسب قیمت پر دستیاب ہے۔

آپکی خدمت میں پیش پیش — آئیڈیل سٹینڈرڈ شاپنگ سنٹر اقصیٰ روڈ ربوہ

کیا آپ جانتے ہیں.....؟

کیڑوں کی بہترین دھلائی کے لئے ٹیلیفون سوپ (رجسٹرڈ) (ایکسٹرا) — خالص مصالحہ جات، خالص تیل سرسوں۔ کولہو

احمد گرائنڈنگ مشین

پروپرائٹر حاجی شیخ نذیر احمد — چیمہ مارکیٹ، ریلوے روڈ۔ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ اخبار احمدیہ

۱۷ نومبر کو والد محترم عبد المنان صاحب معلم وقف جدید کی رہائش گاہ (کوارٹر برادرم اظہر احمد صاحب مربی سلسلہ) پر دعوت ولیمہ کا انتظام کیا گیا جس میں احباب جماعت اور بزرگان سلسلہ نے شرکت فرمائی۔ محترم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب نے دعا کروائی۔

احباب کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین!

(حافظ مظفر احمد۔ جامعہ احمدیہ۔ ربوہ)

کشتی رانی کلب

زیر نگرانی مجلس صحت ربوہ

کشتی رانی کے شوقین کھلاڑی رائلٹی کیلئے ملک عبد الباسط یا داؤد احمد بھٹی کلاتھ ہاؤس رحمت بازار ربوہ سے ملیں۔

(محمد اسلم صابر)
صدر کشتی رانی کلب مجلس صحت۔ ربوہ

Day & Night Service

شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لئے

گاڑی کرایہ پر مل سکتی ہے

بکنگ کا انتظام ہے۔ رابطہ کے لئے:۔ ٹھیکیدار شمس الدین ۲۸/۲ فیکٹری ایریا

باجوہ کلاتھ سٹور ربوہ

نوٹ 568

سنہری موقع

محلہ دار الرحمت غربی ربوہ میں (مین روڈ رحمت بازار پر) ایک مکان برقبہ ایک کنال جس میں ڈائننگ، ڈرائنگ اور کچن کے علاوہ آٹھ کمرے، چار باتھ۔ دو ٹیوب ویل کشادہ صحن۔ بارونق باغیچہ۔ بجلی۔ سوئی گیس ٹیلیفون۔ ہر قسم کی سہولت موجود ہے۔

قابل فروخت ہے

کوٹھے کا پلاٹ، دو طرف پختہ سڑک۔ مارکیٹ بنانے کا عمدہ موقع۔ خواہشمند حضرات رابطہ قائم کریں:

سید منیر احمد باہری ۲۱/۲ دار الرحمت غربی ربوہ ضلع جھنگ

ولادت

میرے بیٹے عزیزم مبشر احمد شہاب اور بہو عزیزہ طاہرہ شہاب گولیف۔ اٹاریو (کینیڈا) کو اللہ تعالیٰ نے ۱۸ نومبر ۱۹۸۴ء کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ بچی کا نام "عائشہ شہاب" تجویز ہوا ہے۔ نومولودہ میری پہلی پوتی اور برادرم سید شریف احمد صاحب منصوری مارنٹو (کینیڈا) کی پہلی نواسی ہے۔ اسی طرح مکرم قاضی محمد رشید صاحب مرحوم سابق وکیل المال اور محترم ڈاکٹر مرزا عبد القیوم صاحب نوشہرہ حال ربوہ کی پڑپوتی اور مکرم سید عبد الحی صاحب مرحوم اور مکرم سیٹھ محمد اعظم صاحب مرحوم حیدرآبادی کی پڑنواسی ہے۔ احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو نیک خادمہ دین۔ عمر والی اور والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آمین!

(پروفیسر مبارک احمد انصاری
دار الصدر غربی۔ ربوہ)

بازیافتہ طلائی بالی

کچھ روز ہوئے ایک عدد سونے کی بالی محلہ دار العلوم شرقی سے مکرم شہاب الدین کے گھر کے پاس سے ملی ہے جس کی ہو نشانی بتا کر درج ذیل پتہ سے لے جائے۔

ضیاء الدین حمید
محلہ دار العلوم شرقی ربوہ

گارنٹی ~ گارنٹی ~ گارنٹی

سٹیزن سنٹر

آٹومیٹک۔ الیکٹرونکس اور ہر قسم کی گھڑیوں کی تسلی بخش مرمت کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں:

سٹیزن سنٹر

(بالمقابل رینبو سٹوڈیو)

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ

جرمن ہومیو پیتھک

ادویات سے نئے اور پرانے پیچیدہ امراض کے علاج کیلئے ہمارے کلینک میں تشریف لائیں۔ باہر کے دوست بذریعہ ڈاک دوا منگوا سکتے ہیں۔ بیگانہ زنانہ اور مردانہ امراض کی کامیاب علاجگاہ

شاہ ہومیو پیتھک اسٹورز اینڈ ہسپتال

نزد لنگر خانہ رحمت بازار، ربوہ